رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

کیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

ہر منگل و ہفتہ کو شائع ہوتا ہے

چندہ غیر ممالک سات روپے

Digtized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۳۱ مئی سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۳۰ شعبان سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۹۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۳۰۔ مئی کو بوقت صبح جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب نے مسجد اقصیٰ میں بزبان عربی اپنے عجیب و غریب حالات سفر سنائے۔ اور پیش آنیوالی مشکلات اور ان سے بچانے والی خدائی تائیدات کا ذکر کیا۔ ارادہ ہے کہ جناب شاہ صاحب موصوف سے اگر مفصل نہیں۔ تو مختصر ہی حالات قلمبند کر کے اخبار میں شائع کئے جاویں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۹۔ مئی میں مندرجہ ذیل مہمان تشریف لائے۔ شیخ محمد دین صاحب تاجر چرم جنیوٹ۔ حکیم نظام الدین صاحب راہوں۔ جناب حسن خاں صاحب و جناب رحمت خاں صاحب جالندھر سے اس کے علاوہ

و اور بھی بہت سے دوست اور گرد و نواح سے تشریف لائے۔

اخبار احمدیہ

(نوشتہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر)

انگلستان میں تبلیغ

ایک نومسلم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور لکھتے ہیں:۔ (فرانسیسی)

"Il n'y a pas de dieu que Dieu et Muhammad est l'apôtre de Dieu"

ترجمہ

سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی خدا نہیں۔ اور محمد اس کا نیک اور پاک نبی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اب چند ماہ میں میں ہندوستان پہنچ جاؤنگا۔ اور آپ کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوگا۔ جیسا کہ میں نے عبدالحی عرب کو کہا کہ وہ دن میرے لئے کیا خوشی کا دن ہوگا۔ جبکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ قادیان میں نماز پڑھ سکونگا۔ اور حضرت صاحب کی تقریریں اپنے کانوں سے سنونگا۔

بیشک خدا جو چاہے کر سکتا ہے۔ میں یہاں سب لوگوں میں جن سے میری بات چیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا رہتا ہوں۔ در اصل اس سے مبارک انسان کے لئے اور کیا کام ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی زبان کو اپنے مالک اور پروردگار کی تعریف میں مشغول رکھے۔

کل میں لندن کے مشہور باغ ہائیڈ پارک میں

سیر کیلئے گیا تھا۔ وہاں میں نے حضرت احمد کا ذکر نہایت جوش کے ساتھ کیا۔ بندہ چاہتا ہے۔ کہ جناب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں میرے ایک دوست کے لئے دعا کریں کہ اللہ اُن کو ایک بچہ ضرور عنایت کرے۔ ان کی شادی کو چند سال ہو گئے۔ اور چونکہ ابھی ان کو کوئی اولاد نہیں مہیا ان کا دل ایک بچہ کے لئے ترستا ہے۔ میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے عاجزی سے ان کی خواہش اور مراد پوری کردینے کے لئے دعا کی ہے۔ لیکن جناب کی دعا کا اثر چونکہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بہت ہے۔ اس لئے بندہ آپ سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے۔ کل جب میری ملاقات مسٹر کلف سے ہوگی تو میں اُس کو جناب کا لیکچر بنام

How prayer may be accepted

ہمارا تیار ہو دنگا۔ اور اس کا دل یہ سنکر ضرور خوش ہوگا۔ کہ میں نے آپ سے اُس کے لئے دعا کی درخواست کردی ہے۔ لوگوں کے دل نرم ہو رہے ہیں۔ اور در اصل یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ

گر کرے معجز نمائی ایک دم میں نرم ہو
وہ دل سنگیں جو ہووے مثل سنگ کوہسار
تفرقہ آتا ہے میرے اس میں گر چاہے خدا
پھیر دے میری طرف آ جائیں پھر بے اختیار

بندہ کے دل میں ایک خاص خواہش ہے میں اسکو کیونکر بیان کروں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو کہ تمام دلوں کو کتاب کی طرح پڑھتا ہے۔ خود جانتا ہے۔ کہ وہ خواہش کیا ہے۔ اور چونکہ وہ رحمان الرحیم ہے۔ وہ ضرور رحم کھا کر بندے کے دل کی اس خواہش کو پورا کر دیگا۔ پس جناب سے یہ درخواست ہے۔ کہ وقت نماز چند روز جناب مہربانی کرینگے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ کہ وہ بندے کو کامیاب کرے۔ اور مسٹر اور مسز کلف کو اولاد عطا فرمائے۔ اور ایک خواہش جو بندہ کے دل میں ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اسکو نامنظور نہ کرے تو حضور آپ اسکو بھی پوری کر دے۔ میں جناب سے عرض کرتا ہوں کہ کسی طرح یہ بندہ جناب کی کچھ خدمت کرسکے۔ پس اگر آپ لکھ کر فرمائینگے کہ بندہ آپکی کیا خدمت کرسکتا ہے۔ تو میں نہایت خوش ہونگا۔ براہ مہربانی مسٹر عبدالرحیم نیر اپنی ایک فوٹو ضرور بھجوا دیجئے۔

مشہور فرانسیسی مصنف گیب ہار نے جو کہانی آجکل کے زمانہ میں مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی ضرورت دکھلانے کو لکھی تھی۔ میں نے وہ مسٹر بشیر کو رویہ کی میٹی ری کسلنے کو ترجمہ کرنے کو دی ہے۔ جب اس کا ترجمہ انگریزی میں ہو گیا۔ وہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کے پاس قادیان بھیج دیگی۔“

سیلون

سیلون کے دوستوں کو احمدیت سے جس قدر محبت ہے، اور حضرت مسیح موعود پر جیسا اعتقاد ہے۔ اس سے ہم ناظرین الفضل کو واقف کرانے کی خاطر انجمن سیلون کے ٹریکٹ نمبر ۱ سے چند سطور ترجمہ کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔ اخیریم محمدی۔ ڈبلیو۔ لائی لکھتے ہیں۔

”اسلام میں ہر صدی کے اندر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھنے والا ایک شخص پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور اس وعدہ کے مطابق آخر عین وقت پر جبکہ دنیا ظلم وستم کا شکار تھی۔ وہ شخص نمودار ہوا ہے۔ جس میں تمام انبیائے سابقین کے اوصاف کا جلوہ ہے۔ ہاں وہ آیا ہے۔ جس کے وجود سے ہر نبی کی آمد ثانی پوری ہوئی۔

سنو جی! وہ آیا ہے۔ جس کے تمام مذاہب منتظر تھے۔ وہ کل دنیا کا معلم ہندوستان کی سرزمین میں جو مذاہب عالم کا اکھاڑا ہے۔ پیدا ہوا ہے اُس نے دنیا کو جگا کر ایک نئی دنیا میں داخل کیا ہے وہ مہدی ہے۔ وہ مسیح ہے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم ہے۔ وہ اسلام کا موعود مصلح ہے۔ وہ آنے والا عیسیٰ ہے۔ گو وہ عیسیٰ نہیں جو دو ہزار برس ہوئے صلیب کی موت سے بچ کر کشمیر میں آیا۔ اور طبعی موت سے فوت ہو گیا تھا۔ دوستو وہ کل دنیا کا موعود ہندوستان میں ہے۔ وہی عقلمندوں کا مینار ہے۔ وہی بار سیوں کا ہوشیدر ہے۔ وہی تو کل اقوام کی امید ہے۔

وہ حضرت مرزا غلام احمد ہیں۔ جو قادیان پنجاب ہندوستان میں مقررہ وقت پر معبوث ہوئے آسمان نے نشانات کی بارش برسائی اور زمین نے اُس کی صداقت کی ہزاروں شہادتیں دیں۔

یہی اس زمانہ کا نبی ہے۔ جس نے اسلام کی روحانی عالمگیر فتوحات کی پیشگوئی کی ہے۔

عقل سے کام لو۔ غور کرو لوگو! تحقیقات کرو۔“

ہمارے سکول کی فقتھ ہائی کلاس کا نتیجہ

اس دفعہ ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ۱۸ طلباء انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے ۱۴ کامیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو اول ڈویژن میں۔ اس کامیابی پر ہم امتحان میں پاس ہونے والے طلباء اور سکول کے سٹاف کو مبارکباد دیتے ہیں۔ نیز سید منظور علی صاحب ولد سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم کو جنہوں نے اسی سال پرائیوٹ امتحان پاس کیا ہے۔ مبارکباد کہتے ہیں۔ پاس ہونیوالے طلباء کے اسماء معہ حاصل کردہ نمبر یہ ہیں۔

نام	نمبر
غلام حسین بھٹو (مارٹیشی)	۲۲۷
نانک چند	۲۴۷
سید عبدالحی	۳۳۹
ایم۔ اے رشید	۳۱۸
محمد عطاء اللہ	۳۵۳
ایم۔ عبدالرحمن	۲۸۷
سید عنایت اللہ شاہ	۴۲۵
محمد ایوب	۳۴۳
غلام رسول	۲۸۹
سید فضل الرحمن	۳۱۴
رشید احمد ارشد	۲۶۸
ملک محمد اسمٰعیل	۳۹۷
شیخ منظور علی	۲۳۲
غلام حیدر	۲۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۱۹ء

کیا احمدؑ قادیانی کو ساحر نہیں کہا گیا

خواجہ صاحب کی تحدی کا جواب "پیغام" کی طرف سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے یأتی من بعدی اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے مصداق ہونے کے متعلق ہماری طرف سے جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کی تردید تو غیر مبایعین کی طرف سے نہ ہوئی ہے اللہ نہ ہو سکتی ہے۔ البتہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ۱۹۱۵ء میں بمقام سیالکوٹ لیکچر دیتے ہوئے بڑے زور شور کے ساتھ ایک بات پیش کی تھی۔ جو ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے پیغام میں بایں الفاظ شائع کی گئی تھی۔ کہ

"[illegible] کے موعود صاحب طور پر لکھا ہے کہ خدا جانتا ہے عالم جانتا ہے فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین۔ جب وہ بینات کے ساتھ آگیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اب مرزا صاحب کے مخالفین کا لٹریچر دیکھو۔ جاؤ محمد حسین کا لٹریچر دیکھو جاؤ۔ اور ثناء اللہ کا لٹریچر دیکھو۔ جاؤ ابراہیم جماعت علی وغیرہم تمام مکفرین و مکذبین مرتدین کا لٹریچر چھان مارو۔ اور ہمیں بتاؤ کہ کسی نے حضرت مرزا صاحب کو جادوگر کہا ہو۔ کسی نے بھی نہیں کہا۔"

ان الفاظ کو دیکھئے۔ اور خواجہ صاحب کی تحدی کو ملاحظہ فرمائیے۔ ایک ایسا شخص جسے مخالفوں میں رہنے یا ان کی باتیں سننے۔ اور ان کی تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ ان تحدی آمیز الفاظ سے مرعوب ہو کر باور کرے۔ کہ حضرت احمدؑ قادیانی کو آپ کے مخالفوں نے کبھی ساحر نہیں کہا اور وہ سمجھ نہ سکے۔ کہ یہ زور صرف سٹیج کی بلندی پر کھڑے ہو کر زینت لیکچر کے لئے تھا والا اس میں شائبہ صداقت نہیں۔ مگر دوسرے لوگ مجبور ہونگے۔ کہ اس کو خواجہ صاحب کی دروغگوئی یا بیخبری پر محمول کریں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ سحر کے جتنے بھی معنے ہو سکتے ہیں۔ ان کی رو سے مخالفوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ساحر کہا ہے۔ چنانچہ جس وقت خواجہ صاحب کی یہ تحدی شائع ہوئی تھی اسی وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے نہایت شرح اور بسط سے اس کا جواب لکھا اور ثابت کیا۔ کہ قرآن کریم اور احادیث میں سحر کا لفظ جن جن معنوں میں آیا ہے انہی معنوں میں مخالفوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ساحر قرار دیا جس کے جواب میں وہی خواجہ صاحب جنہوں نے اتنی بڑی تحدی کی تھی کچھ بھی نہ بول سکے۔ اور ایک لفظ کی بھی تردید نہ کر سکے۔ اس وقت ان امور کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے پیش کر کے خواجہ صاحب کا ناطقہ بند کر دیا تھا بلکہ دروغگو را حافظہ نباشد کا ثبوت دینے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کو مخالفین کے ساحر کہنے کے متعلق اسی پیغام صلح کی شہادت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے پرچہ میں یہ خواجہ صاحب کا چیلنج چھپا ہے کہ

"ہمیں بتاؤ کہ کسی نے حضرت مرزا صاحب کو جادوگر کہا ہو۔ کسی نے بھی نہیں کہا۔"

پیغام صلح نے ایک عرصہ سے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ سلسلہ حقہ کے اخبارات کے چھپے فائلوں سے حضرت احمدؑ قادیانی کی ڈائری نقل کرتا ہے۔ مگر چونکہ وہ سلسلہ احمدیہ کے نام اور کام سے سخت بیزار ہے۔ اس لئے کبھی حوالہ نہیں دیتا کہ فلاں مضمون جو نقل کیا ہے وہ الحکم سے لیا ہے یا البدر اور کس تاریخ کے اخبار سے نقل کیا ہے۔ اس پر ہم نے گزشتہ دنوں سخت نوٹس لیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ اس طرح حوالہ نہ دینے سے کس قدر مضرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور شرارت کرنیوالوں کو مسیح موعودؑ کے کلام مقدس میں تحریف و تبدیل کے بہت سے مواقع حاصل ہیں نیز واقعات بتا کر ثابت کیا تھا۔ کہ ارکان پیغام نے بعض دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف بعض ایسے حوالوں کو منسوب کیا۔ جو بالکل اصل کے خلاف اور تحریف شدہ تھے۔

ہمارے ان اعتراضوں کی اہمیت کو پیغام نے بھی محسوس کیا اور آئندہ حوالہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ایک آدھ دفعہ حوالہ دینے کی تکلیف گوارا کر کے پھر حوالہ دینا ترک کر دیا۔ علاوہ اس کے کہ پیغام کے اس طرح بلا حوالہ مضمون نقل کرنے میں اس کی طرف سے تحریف و تبدیل کا اندیشہ ہی نہیں۔ بلکہ اس کا وہ مرتکب ہو چکا ہے۔ اس کی سخت اخلاقی کمزوری اور ایمان کا فقدان بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ سلسلے حوالہ دیکر اخبارات سے مضمون نقل نہیں کرتا۔ کہ الحکم کا نام لیا تو لوگوں کو قادیان اور وہ قادیان جس کو وہ خود فراموش کر کے دوسروں سے فراموش کرانا چاہتے ہیں یاد آجائیگا جس کے نام سے دارالامان کے نقشے آنکھوں میں پھر جائینگے۔ اور دنیا الحکم و البدر کی قدر و قیمت کو معلوم کر کے ان کو عزت کی نظر سے دیکھیگی۔

بہر حال پیغام ملفوظات مسیح موعودؑ کے عنوان سے جو ڈائری نقل کیا کرتا ہے۔ اس کا چونکہ کوئی حوالہ نہیں دیتا۔ اس لئے اس کے متعلق تحریف کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ تاہم اس میں اکثر باتیں نادانستہ ایسی بھی شائع ہو جاتی ہیں۔ جن سے ان کی اپنی ہی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔ چنانچہ کسی گزشتہ نمبر میں ہی نشانات مسیح موعودؑ کے متعلق بتایا جا چکا ہے۔ اب اس تحدی کا جواب بھی پیغام کی زبانی ہی ہم دینا چاہتے ہیں جو خواجہ صاحب نے اس امر کے متعلق کی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کسی مخالف نے

ساحر یعنے جادوگر نہیں کہا۔

پیغام مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء میں جو ڈائری نقل کی گئی ہے۔ اس کا پہلا عنوان ہی یہ ہے "جادوگر کہلانا سنت ہے" اور اس سے آگے مضمون یوں شروع ہوتا ہے:۔

"خان عجب خان صاحب۔ حضور پشاور میں میرے مخالف لوگ جمع ہوئے۔ اور انہوں نے میرے والد سے کہا۔ کہ اس کو منع کرو۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ کہ میں نے جس صداقت کو دیکھ لیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے سمجھ لیا ہے اب اسے سچائی سمجھ کر کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ اگر اب چھوڑوں تو مجھ سے بڑھ کر خطاکار اور زیاں کار کون ہوگا۔ کیونکہ حجت پوری ہو چکی ہے۔

اس پر انہوں (مخالفوں) نے اور تو کچھ نہ کہا۔ صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ (حضرت مسیح موعودؑ) جادوگر ہے۔

"اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا جادوگر کہلانا قدیم سے انبیاء علیہم السلام کی سنت چلی آتی ہے۔ ہم کو اگر کسی نے جادوگر کہا۔ تو اسی سنت کو پورا کیا۔"

اگر یہ ڈائری ہم نقل کرتے۔ اور ہم اللہ سے کر نقل کرتے تو ممکن تھا کہ پیغام کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہوتا پھر اگر یہ بیان کسی ایسے شخص کا ہوتا۔ جو موجودہ اختلاف سے پہلے فوت ہو چکا ہوتا۔ یا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوتا تو بھی ممکن تھا۔ کہ اس کے درست اور صحیح تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جاتا مگر اب۔ تو اس نے خود اس بیان کو نقل کیا ہے۔ اور اس شخص کا دستخط نقل کیا ہے۔ جس نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت نہیں کی۔ بلکہ انہی کے ساتھ ہے۔ اس کو پیش کر کے ہم پیغام سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیوں جی خواجہ صاحب کی ۱۹۱۳ء کی تحدی کا جواب ۱۹۱۹ء میں آپ ہی کی زبان سے ہو گیا کہ نہیں؟ اگر ہو گیا۔ اور واقعی ہو گیا ہے۔ تو اب جبکہ خواجہ صاحب ہندوستان میں آ گئے ہیں انہیں اچھی طرح یہ ڈائری پڑھا دیجئے۔ اور کہہ دیجئے کہ آپ کی بے علمی اور ناواقفیت کا پردہ ہم نے اپنے ہاتھوں چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ طوعاً نہیں تو کرہاً ضرور مان لیجئے کہ سیالکوٹ کے جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے احمد ہونے کے خلاف جو تحدی آپ نے کی تھی وہ بالکل جاہلانہ تھی

کیا ہم امید رکھیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے غیر مبایعین ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں گے۔ اور جبکہ پیغام صلح نے نہایت عمدگی سے ... ...

... اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مخالف ساحر یعنے جادوگر کہتے تھے۔ تو وہ اپنے قائم کردہ اصل کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو وہی احمد تسلیم کریں گے جس کے آنے کی خبر یأتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی میں دی گئی ہے۔

اس حوالہ سے صرف یہی نہیں پتہ لگتا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کے مخالفوں نے جادوگر کہا بلکہ یہ بھی ثابت ہوگا کہ آپ خدا کے ایسے ہی نبی ہیں۔ جیسے کہ آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیونکہ آپ سے وہی سنت کام کر رہی ہے۔ جو انبیاء سے کیا کرتی تھی۔ اگر آپ نبی نہیں ہوتے تو سنت انبیاء کا آپ پر جاری ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

اس موقعہ پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اشد ترین مخالف کے لٹریچر سے بھی اس بات کا ثبوت دینا چاہتے ہیں کہ اس نے آپ کو ساحر کہا۔ پنڈت لیکھرام حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بطرز تمسخر اور استہزاء لکھتا ہے۔

"اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آویگا۔ اور باطل جاویگا"
(دیکھو کلیات صفحہ ۲۹۶)

پھر اگلے صفحہ پر لکھتا ہے:۔

"اب تک ساحر قادیانی کا گھر نحوستوں سے بھرا ہوا ہے۔"

ان دونو حوالوں کو پیش کر کے ہم اس بات کا فیصلہ پیغام والوں پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفوں نے آپ کو "ساحر" کہا ہے یا نہیں؟ اگر کہا ہے۔ اور یقیناً کہا ہے۔ تو پھر آپ لوگ کیوں اپنا مطالبہ پورا ہو جانے پر حضرت مسیح موعودؑ کو یأتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق نہیں مان لیتے؟

مولوی ثناء اللہ کی ڈاک پر سنسر

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ مئی میں اعلان کیا ہے۔ کہ "۹ مئی کو مجھے گورنمنٹ پنجاب کا حکم پہنچا۔ کہ تمہاری ڈاک سنسر سے پاس ہو کر ملا کریگی۔ تم بھی سنسر کی معرفت بھیجا کرو۔ چنانچہ میں حسب الحکم سنسر کی معرفت بھیجتا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی "مشکلات کے غالب" آنے کے عذر سے فی الحال ایک ماہ کیلئے اخبار بند کرنے کی اطلاع شائع کی گئی ہے۔

رولٹ رپورٹ کا خلاصہ اور رولٹ ایکٹ

قبل ازیں پنجاب پبلسٹی کمیٹی کیطرف سے رولٹ رپورٹ کا مکمل اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اب اس کا خلاصہ مختصر نکات کے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی رولٹ ایکٹ کی ضرورت کے متعلق امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاسوں میں سرکاری ممبروں نے جو تقریریں کیں انکو درج کر دیا گیا ہے نیز مختلف ترمیموں کے بعد رولٹ ایکٹ جس صورت میں پاس ہوا ہے۔ وہ بھی

اتفاق واتحاد انعام الٰہی ہے اس کی قدر کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
(فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۱۹ء)

سورۃ فاتحہ کے بعد آیہ کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم ایٰتہ لعلکم تہتدون (۳-۹۸-۹۹) تلاوت کی اور فرمایا

اتفاق کی اہمیت

انسانوں کا اتفاق واتحاد ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ دنیا کی تمام قومیں اور مذاہب اس کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر باوجود ضرورت کے تسلیم کرنے کے ہر قوم اور ہر جماعت اور ہر فرقہ میں تفرقہ و شقاق پایا جاتا ہے۔ ضرورت تو اس کی اتنی ہے۔ کہ دنیا کی کوئی قوم اور کوئی فرقہ اس کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا۔ مگر عملاً دیکھتے ہیں۔ تو کوئی فرقہ ایسا نظر نہیں آتا جس میں وہ اتفاق کامل نظر آئے جس پر انسان کی ترقی کا مدار ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ بعض میں کم ہے۔ اور بعض میں زیادہ۔ مگر اپنی اصلی شکل میں کم سے کم اس وقت تو کہیں نظر نہیں آتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتفاق و اتحاد کی بنا ایسے نازک اصول پر ہے۔ کہ جس کی نگہداشت بہت مشکل ہے۔

کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کی ضرورت کے سب قائل ہیں۔ اور مانتے ہیں کہ اس کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ آپس میں اتفاق ہو۔ اور ہر قوم کے سمجھدار اس کے حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر پھر بھی نااتفاقی پائی جاتی ہے۔ پس ان تمام باتوں کے باوجود اتفاق کا نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کی بنیاد بہت نازک اصول پر ہے۔ اور انسان پر مشکل ہے کہ ان کی پوری نگہداشت کر سکے۔

اب جبکہ واقعات اور دلائل سے ثابت ہو گیا کہ اتفاق و اتحاد کے اصول کی بنیاد نازک ہے تو ہمیں ان کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ جتنی نازک اور باریک بات ہوتی ہے۔ اسیقدر اس کے سمجھنے کے لئے دماغ زیادہ خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ اتفاق و اتحاد کا نہ ہونا مایوسی نہیں پیدا کر سکتا۔ کہ یہ حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی پیدائش میں اتفاق و اتحاد رکھا گیا ہے۔ اور انسان مدنی الطبع پیدا کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ جب [illegible] میں بات نہیں ہوتی۔ ان میں ایک نر اور ایک مادہ ہو تو انہیں تیسرے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن انسان کی ضروریات اس قسم کی ہیں۔ کہ یہ پوری نہیں کر سکتا۔ جب تک اوروں کی مدد اس کے شامل حال نہ ہو۔ اسی وجہ سے انسان اکٹھے شہروں اور قصبوں میں رہتے ہیں۔ سڑکیں اور راستے بناتے ہیں۔ کہ آسانی سے چل سکیں۔ مگر جانوروں میں یہ بات نہیں پائی جاتی کہ وہ بھی سڑکیں تعمیر کریں۔ مدینہ شہر کو اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ وہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور تمدن بھی اسی [illegible] سے نکلا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ [illegible] مختلف لوگ آپس میں سلوک کرتے ہیں۔

اتفاق نہ ہونے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہو ہی نہیں سکتا

تو انسان کا مدنی الطبع ہونا ہی بتلاتا ہے۔ کہ اس کے لئے اتفاق کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس وقت لوگوں میں اتفاق کا نہ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ بھی ایسی چیزوں میں سے ہے۔ جن کا ہونا انسان کے لئے لازمی ہے۔ اور جب اس کا ہونا لازمی ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ خدا نے اس کے لئے سامان بھی پیدا کئے ہوں۔ مثلاً چونکہ خدا نے آنکھ بنائی ہے۔ اور آنکھ میں دیکھنے کی قوت رکھی ہے۔ اس لئے سورج کو پیدا کیا ہے۔ اور وہ مناظر پیدا کئے ہیں جن کو آنکھ دیکھتی ہے۔ لیکن اگر انسان کو آنکھیں نہ دی جاتیں تو کچھ بھی نظر نہ آتا۔ اسی طرح کان ہیں۔ ان کے لئے آواز پیدا کی ہے ہوا پیدا کی ہے جس سے ایک کی آواز دوسرے کو پہنچتی ہے۔ پھر خیالات پیدا کئے ہیں۔ اور کچھ اشارات بنائے ہیں تا جب آدمی آپس میں افہام تفہیم کر سکیں۔ پھر دماغ پیدا کیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ ان اشارات کو سمجھ سکیں اگر دماغ نہ ہوتا تو یہ تمام اشارے۔ اور زبان اور بیان فضول رہ جاتے۔

پس اسی طرح اتفاق ہے کہ سب اس کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کو اس کی احتیاج پائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کا ہونا ناممکن نہیں۔ اس کے ہونے کے سامان ہیں۔ مگر بہت نازک۔ [illegible] کوئی بات نہیں مگر ان کے [illegible] کے اسباب اور اصول کی تلاش کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر ان کی تلاش نہ کی جائے گی تو پھر یہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر [illegible] کامیابی نہیں ہوگی۔ مگر غلط اصول پر چل کر کامیابی کے نہ ہونے سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اتفاق ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر ایک چیز کے حصول کے لئے جو طریق ہیں جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے اس وقت تک کسی امر میں بھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور غلط طریق پر چل کر کسی مقصد میں کامیابی نہ ہونے سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ حاصل ہی نہیں ہوا کرتا۔ یا اب حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص ایسا نہیں جس کے پاؤں میں آنکھیں لگی ہوں یا کھوپڑی پر کان ہوں۔ مگر اس سے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ پاؤں میں آنکھیں۔ اور کھوپڑی پر کان نہیں اس [illegible]

حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ جہاں جہاں یہ موزوں تھے وہیں لگا دیئے گئے ہیں۔ اور ان سے کام لینے کے سامان پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ آنکھیں پاؤں میں اور کان کھوپڑی پر لگا دیئے جاتے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ جس چیز کی ضرورت تھی۔ اس کو پورا کیا گیا ہے یا نہیں سو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ تو ضرور پیدا کی ہیں۔ پس اسی طرح چونکہ اتفاق و اتحاد انسانوں کے لئے ضروری بنایا گیا ہے اس لئے ناممکن ہے کہ اس کے حاصل کرنے کے ذرائع نہ رکھے ہوں۔ ضرور رکھے ہیں۔ مگر ان کے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

اسلام اتفاق کی کیا صورت بتاتا ہے

اب سوال یہ ہے کہ جب اتفاق کی ضرورت بھی ہے اور اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشش بھی ہوتی ہے۔ تو یہ حاصل کیوں نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ ان سامانوں سے کام نہیں لیا جاتا جو اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اگر ان سامانوں سے کام لیا جائے تو ممکن نہیں کہ اتفاق و اتحاد نہ ہو۔ اس کے متعلق سوال ہو سکتا ہے کہ وہ کیا سامان ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ مختلف مذاہب کے لئے مختلف ذرائع ہیں۔ مگر اسلام میں اتفاق کا ذریعہ دین الٰہی پر جمع ہونا ہے۔ اور لوگوں کے لئے اور ذرائع ہونگے۔ مگر مسلمانوں کے لئے بجز اسلام کے اور کوئی نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا**۔ کہ اللہ کے رسے کو مضبوط پکڑو اور اختلاف نہ کرو۔ دوسری قومیں ظاہری سامانوں سے اتفاق کر سکتی ہیں۔ مگر اسلام میں اتفاق کا ذریعہ صرف ایک ہی ہے کہ حبل اللہ کو پکڑا جائے۔ اور حبل اللہ کیا ہے؟ وہ اللہ کے انبیاء ہیں قرآن کریم میں ہے۔ اسلام کیا ہے؟ وہ جو انبیاء احکام دیتے ہیں۔ پس انبیاء بھی حبل اللہ ہیں۔ رسول کریم حبل اللہ ہیں۔ اور مسیح موعود حبل اللہ ہیں۔ قرآن کریم حبل اللہ ہے۔ ان کو پکڑے بغیر اتفاق نہیں ہو سکتا۔

اسلام کیا ہے

پس اگر اتفاق ہو سکتا ہے۔ تو اسی طرح کہ اسلام کو مضبوط پکڑا جائے۔ اور اسلام محض نماز روزے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نام ہے اخلاق کے ان اصول کا جن پر چل کر اتفاق و آشتی پیدا ہو اور نااتفاقی دور ہو۔ اسلام کوئی ٹونا ٹوٹکا نہیں۔ کہ بس ادھر اسلام کا نام لیا اور ادھر اتفاق و اتحاد پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ عوام جہلا میں مشہور ہے کہ بیری کے درخت کے گرد سات چکر کچے دھاگے کے ساتھ لگائے جائیں۔ تو فلاں بات ہو جائیگی۔ بلکہ ایسے قاعدے اور اصول بتاتا ہے کہ جن پر عمل کرنے سے اتفاق حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس کے پکڑنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ ان اخلاق و اطوار کو اپنے اندر پیدا کیا جائے جو اسلام نے تعلیم کئے ہیں اور جو اس طرح اسلام کو پکڑیگا وہ کبھی نااتفاقی کی بات نہیں کر سکتا۔

اس کے لئے صحابہ کی مثال موجود ہے۔ ان میں جھگڑے ہوتے تھے۔ مگر نااتفاقی کرنیوالے نہیں بلکہ آپس کے اتفاق و اتحاد کو اور مضبوط کرنے والے ہوتے تھے۔ مثلاً جس کا مال ہوتا۔ وہ تو کہتا کہ میرا مال تھوڑی قیمت کا ہے۔ لیکن خریدار کہتا ہے۔ نہیں زیادہ قیمت کا ہے۔ اس طرح لینے والا کہتا ہے۔ کہ میں کم لونگا۔ مگر دینے والا کہتا ہے۔ نہیں میں زیادہ دونگا۔ یہ ان کے جھگڑے کی مثال ہے۔ مگر اب لوگوں کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر دس روپیہ کی چیز ہو تو بیس روپیہ کی بتائیں گے۔ اور خریدار پانچ ہی کی بتائیگا۔ اور دونوں جھوٹ بولیں گے۔ پس اگر اسلام پر عمل ہو تو اتفاق و اتحاد کی بنیادیں مضبوط ہو سکتی ہیں۔

اس لئے فرمایا کہ پہلے تم لوگوں میں کتنا تفرقہ تھا لیکن پھر اسلام کے ذریعہ تم میں اتفاق و اتحاد پیدا کرا دیا۔ تم لڑتے جھگڑتے تھے تمہیں لڑائی سے بچایا تم ذلیل و حقیر تھے تمہیں عزت دی۔ پس اگر ایسی بابرکت چیز کی قدر نہ کرو گے تو کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ غور کرو کہ ایک چیز عنقا کی طرح لاپتہ ہو مگر خدا کے فضل سے کسی کے ہاتھ آجائے اور وہ لاپروائی سے اس کو ضائع کر دے تو اس سے بڑھ کر مجرم کون ہو سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ اتفاق کی قدر کرے

یہ پرانے زمانہ کی باتیں نہیں۔ کہ فلاں قوم میں اتفاق پیدا ہو گیا تھا اب بھی ہو سکتا ہے۔ اور میں اپنی جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔ ایک وقت تھا کہ ہم میں کوئی اتفاق و اتحاد نہ تھا۔ کوئی کہیں کا تھا کوئی کہیں کا۔ کسی کا کوئی مشرب تھا۔ اور کسی کا کوئی۔ مگر خدا نے اپنے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو اس کی پروا نہیں کرتے اتفاق جو ایسی قیمتی چیز ہے۔ اور جو خدا نے مسیح موعود کے ذریعہ دی ہے۔ نادان کوشش کرتے ہیں کہ اس کو کھو دیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ یہ وہ چیز ہے۔ کہ جو دنیا کو کوشش سے بھی نہیں ملتی۔ مگر انہیں خدا نے بغیر محنت و کوشش کے محض اپنے فضل سے مفت عطا کر دی ہے۔

میں خاص طور پر اپنی جماعت کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو جس پر انہیں لگایا گیا ہے۔ کوشش سے انجام دے۔ بعض لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھا چڑھا کر رکھتے ہیں۔ افسر ماتحت کو ذلیل خیال کرتے ہیں۔ اور ان کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے۔ اور ماتحت افسروں کو تنگ کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ جس ترقی کی طرف بلائے جا رہے ہیں۔ وہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ عزت و کامیابی اپنی باتوں میں نہیں۔ بلکہ اسلام پر عمل کرنے سے ہے۔ پس چھوٹی چھوٹی قربانیاں کرو کیونکہ اگر یہ نہیں کرو گے۔ تو بہت بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑینگی۔ تم نے قوموں کے حالات کو دیکھا ہے اور پھر تم نے مسلمانوں کی حالت کو بھی خوب دیکھا ہے۔ تم انہیں میں سے ہو۔ دیکھو جب ان میں بادشاہت تھی تو ایک دوسرے کے متعلق یہ خیال کرکے کہ وہ اہل نہیں۔ اور میں بادشاہت کا اہل ہوں۔ اس کے گرانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور ایک قاضی یا ایک وزیر یا ایک کمانڈر چیف دوسرے کے خلاف کوشش کرتے تھے جتھے بنانے سے ان کو صرف اسی غرض کی خواہش ہوتی تھی۔ ورنہ یوں وہ بڑ

نادار ہوتے تھے۔ پس وہ اتنی چھوٹی سی قربانی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر آج دیکھ لو انکی کوئی حکومت نہ رہی۔ کیونکہ انھوں نے اپنی اغراض کو مقدم کیا۔ اور صرف رسم کیلئے جماعت میں تفرقہ ڈالا۔ اب ہندوؤں کی حکومتیں ہیں بکھیڑ بدھوں کی خود مختار سلطنت چین میں ہے۔ جاپان میں ہے۔ مگر مسلمانوں کی ایک بھی خود مختار سلطنت نہیں ترکی تھی۔ وہ جا چکی ہے۔ افغانستان میں باقی تھی وہ اب جائیگی۔ ایران کی ایسی ذلیل حالت ہے۔ کہ وہ معمولی سوداگروں سے بھی گیا گزرا ہے۔ اس کو ۱۵ لاکھ روپیہ قرض کی ضرورت تھی جس کے لئے ضامن طلب کیا جاتا تھا۔ آج بمبئی میں ایسے ایسے تاجر ہیں۔ کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی ذات پر بھروسہ کر کے ۵۰-۵۰ لاکھ روپیہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ابھی ہماری سرکار برطانیہ کو جنگ کے دوران میں ضرورت پڑی۔ سو اسے ایک سیٹھ نے ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ قرضہ دیدیا۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایران کی سلطنت ہے۔ کہ وہ ۱۵ لاکھ روپیہ قرض مانگتی ہے۔ تو اس سے ضامن مانگا جاتا ہے۔ سوداگروں کی اس سے بڑی ساکھ ہے۔ مگر اس مسلمانوں کی سلطنت کی نہیں۔ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ انھوں نے وقت پر چھوٹی قربانیاں نہ کیں تو اب انکا یہ حشر ہوا۔

پس اخلاق سیکھو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا جھگڑنا چھوڑ دو۔ اتفاق واتحاد کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ جبکہ تم ایک شخص پر تلوار چلاؤ۔ اور پھر توقع رکھو کہ وہ تمھارا بھائی بنا رہیگا۔ ایک شخص تمھارے پاس آئے۔ اور تم اس کو ذلیل خیال کرو۔ تو وہ کب تم سے محبت کر سکتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ کہ انسان ذلیل کرنیوالے اور تکلیف پہنچانے والے سے محبت نہیں کر سکتا جب تک تم دوسرے کے آگے محبت سے نہیں جھکو گے۔ اور اخلاق فاضلہ سے پیش نہیں آؤ گے۔ اور دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف نہیں خیال کرو گے۔ اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص محبت سے بات کرنے۔ اور خندہ پیشانی سے ملنے یا کسی دوسرے بھائی کو فائدہ پہنچاتا ہو اس سے گریز کرے۔ تو اس سے کیسے محبت ہو سکتی ہے ایس میں تو صفت کرم نداشتن ہے۔ اگر ان باتوں کی پروا نہیں

کرو گے۔ تو وہ اتفاق واتحاد جو خدا کے فضل سے پیدا ہو گیا ہے ضائع ہو جائیگا۔ اب تمھاری چھوٹی سی قربانی بڑے بڑے نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ تم اسلام کا مرکزی پتھر ہو۔ اگر تم ٹیڑھے ہو گئے تو آئندہ نسلیں بھی ٹیڑھی ہو جائینگی۔ اور ساری عمارت ہی ٹیڑھی ہو جائیگی۔ اس لئے چھوٹی بدی کو کبھی چھوٹا نہ سمجھو۔ تم اپنے اخلاق کو درست بناؤ تم اپنے بھائیوں سے محبت سے پیش آؤ۔ دوسرے بھائی کی خاطر اگر تکلیف برداشت کرنا پڑے تو کرو۔ اگر تم ایسے ہو گے تو آئندہ تمھاری مثال اختیار کی جائیگی ورنہ آئندہ تم لوگوں کے لئے ابتلا کا باعث ہو گے اگر تمھاری حالت خراب ہو گئی۔ تو لوگ تمھارا ہی نمونہ پکڑیں گے۔ کیونکہ تم پہلوں اور پچھلوں کے درمیان حائل ہو گئے ہو۔ اگر تمھاری حالت اچھی ہوئی اور تمھارا نمونہ عمدہ ہوئے تو تم مبارک ہو۔ اور اگر تمھاری حالت اچھی نہ ہوئی تو تمھاری گندی مثالوں سے لوگ خراب ہونگے۔ پس اپنے اخلاق درست کرو۔ اور اسلام کیلئے ایک بے نقص بنیادی پتھر رکھو۔ تاکہ تمھارے ذریعہ جو اسلام کی عمارت تیار ہو اس میں داخل ہو کر لوگ نجات حاصل کریں۔ اور ہلاکتوں سے بچیں۔ تمھارے اخلاق ایک دوسرے کے لئے ابتلا کا باعث نہ ہوں۔ بلکہ بھلائی کا موجب ہوں۔ اور تمھارے اعمال سے لوگ ابتلاء میں نہ پڑیں۔ بلکہ تمھارے اعمال سے لوگ مثال پکڑیں۔

رباعی

کابل کا امیر ہو گیا پھر مغرور
انشاء اللہ اب ہوا وہ مقہور
گو نام امان ہے مگر کام فساد
برعکس نہند نام زنگی کافور

(علمی)

ایک صاحب کے چند سوالوں کے جواب

سوال۔ حضرت مسیح موعود کو متعدد زبانوں میں الہامات ہوتے تھے۔ منہاج نبوت کے لئے سابقہ انبیاء میں اس کی نظیر چاہئے۔

جواب اول۔ ضروری نہیں کہ ہر ایک نبی اپنے سے پہلے نبیوں کے ساتھ ہر امر میں مشابہ ہو۔ اور اس کی ہر ایک بات کی پہلوؤں میں نظیر پائی جاوے۔ اگر نبی کے ہر قول اور فعل کے لئے انبیاء سابقین میں اس کی نظیر پائی جانی ضروری ہے۔ تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ سارے نبیوں کی نبوت کا باطل ہونا چونکہ محال ہے۔ اس واسطے یہ سوال باطل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ اگر یہ کہا جاوے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ نبی نہیں کیونکہ آپکی نبوت کے اثبات کے لئے اللہ تعالیٰ نے معجز کلام کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔ اور اس کی نظیر انبیاء سابقین میں کہیں نہیں پائی جاتی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی نہیں۔ کیونکہ وہ صرف ماں سے پیدا ہوئے ہیں۔ نہ باپ سے گذشتہ انبیاء میں کوئی ایسا نبی نہیں۔ جو صرف ماں سے پیدا ہوا ہو اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نبی نہیں۔ کیونکہ انکو لاٹھی کا سانپ اور ہاتھ کے سفید ہونیکا معجزہ دیا گیا ہے اور ان سے پہلے یہ معجزہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور اسکی نظیر کسی میں نہ پائی گئی۔ اسی طرح نوح بھی نبی نہیں۔ کیونکہ ان کو کشتی میں بچا لیا گیا۔ اور اس کے سارے دشمنوں کو غرق کر دیا گیا۔ اور اسکی نظیر انبیاء سابقین میں نہیں پائی جاتی۔ پس یہ ایسا سوال ہے۔ کہ جس کے مان لینے سے جملہ انبیاء سے انکار کرنا پڑتا ہے۔

جواب دوم اگر مختلف زبانوں میں الہام ہونا بڑا نقص ہے۔ اور شان نبوت کے خلاف ہے۔ تو ایک زبان میں الہام ہونا بھی نقص ہوگا۔ اور نبوت کی شان کے منافی ہوگا۔ اگر ایک زبان میں الہام ہونا خدا تعالیٰ کے نقص پر دلالت کرتا ہے۔ تو مختلف زبانوں

میں الہام ہونا زیادہ فضل پر دلالت کرتا ہے۔

جواب سوم - مختلف زبانوں میں الہام ہونا تو نرا معجزہ ہے۔ صرف اس زبان میں الہام ہونا جسکو نبی جانتا ہے منکرین کی طرف سے خود بنانے کا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسی زبان میں الہام کہ جس کو نبی جانتا ہی نہیں۔ یہ ملہم من اللہ ہونیکا بین ثبوت ہے۔ یہ تو ایک خوبی ہے جس کو بد اندیش دشمن عیب دیکھتا ہے۔

جواب چہارم - چونکہ مقصد بعثت مسیح موعود مختلف اقوام اور ممالک میں اشاعت دین ہے آپ کے منصب کے لحاظ سے مختلف زبانوں میں وحی پانا انسب ہے۔

سوال دوئم - چونکہ مسیح موعود نے علی الترتیب اپنے دعاوی منکرین کے آگے پیش کئے۔ پہلے مجددیت۔ پھر مسیحیت۔ پھر نبوت۔ تو کیا انبیاء سابقین میں نظیر ملنی چاہیئے۔ بمطابق منہاج نبوت کے۔

جواب: اس سوال کا ایک جواب تو وہی ہے۔ جو کہ پہلے سوال کا پہلا جواب ہے۔

دوسرا جواب - مگر دعوے کا پیش کرنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ اپنی اس وحی کو پیش کر دینا جس میں آپکی شان مسیحیت اور نبوت اور رسالت مذکور ہے۔ تو آپ نے اپنے دعوے کو براہین میں ہی پیش کر دیا ہے۔ اور تمام آپ کے مدارج جو تدریجاً فرقتاً لوگوں کو معلوم ہونے پر اور آپ نے کوئی دعوے ایسا نہیں کیا۔ کہ جس کے متعلق براہین میں الہام شائع نہیں کیا۔ پس آپ کے دعاوی براہین کے وقت سے ہی ہے۔ اور سب دعاوی ہی ہیں۔ اور اگر دعاوی سے مراد یہ ہے کہ وہ وحی الٰہی کے سوا اپنے طور پر اپنی زبان میں اور اپنے الفاظ میں اپنے دعوے کو پیش کریں۔ تو یہ کوئی ضروری نہیں۔ ورنہ ثابت کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز ہی یہ دعوےٰ کر دیا تھا۔ کہ میں نبی ہوں میں رسول ہوں۔ اور میں خاتم النبیین بھی ہوں۔ خاتم النبیین ہونا آپ کے مبعوث ہونے کے بعد اٹھارہ برس گذر جانے پر ظاہر ہوا۔ اس یہ ضروری ہے کہ ملہم صادق ثابت ہو۔ دعوےٰ کرنا یا وقتاً فوقتاً احکام بتلانا یہ خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت جب بھی صادر ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال سوئم - کیا مسیح موعود کے الہامات کو با ترتیب کرنے سے ربط پیدا ہو سکتا ہے۔ مثل سابقہ صحیفوں کے

جواب اول - قرآن کریم سے پہلے جتنے صحیفے ہیں۔ ان میں الہامات کا کوئی ربط نہیں۔ اور نہ کوئی ثابت ہی کر سکتا ہے۔ یہ ایک دعوے ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور غالباً سائل نے پہلے صحیفوں میں سے کسی صحیفے کو پڑھا تک بھی نہیں بے دیکھے ہی تعریفیں ہو رہی ہیں۔ باقی رہا قرآن کریم سو اس کے متعلق پہلے لوگ تو اکثر ترتیب کے قائل نہیں۔ اور جو قائل ہیں۔ وہ بھی بڑی دقت سے ترتیب کو اور باہم مناسبت کو نکالتے ہیں۔ چنانچہ ہم لوگ جو قرآن میں ترتیب کے قائل ہیں۔ اکثر جگہ آیتوں کے ربط معلوم کرنے میں بڑی دقت محسوس کرتے ہیں۔

جواب دوئم - حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرکے پڑھنے سے بھی ربط ظاہر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الہامات کو لکھا ہے۔ اور پڑھنے والا ربط محسوس کرتا ہے۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۹

سوال سوم و چہارم - جن الہامات میں امر و نہی نہ پائے جاویں۔ ان کو تسلیم کرنے سے کونسا روحانی فائدہ مترتب ہو سکتا ہے۔

جواب - اگر الہامات میں وہی الہام ماننے کے قابل ہو جس میں امر و نہی پایا جاتا ہے۔ اور اسی سے روحانی فائدہ وابستہ ہے۔ تو قرآن کریم جس کی آیتیں چھ ہزار ۶ سو ۶۶ ہیں۔ جن میں سے ڈیڑھ سو آیت امر و نہی کے متعلق ہے۔ تو گویا ۶ ہزار ۵ سو ۱۶ آیتیں سائل کے نزدیک نہ ماننی ضروری ہیں۔ اور نہ ان سے کوئی روحانی فائدہ وابستہ ہے۔ یہ لوگ جن کی چال ملحدانہ ہوتی ہے۔ اور روحانیت سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ انھیں کیا معلوم کہ روحانیت کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔ خشک امر و نہی تو ہر ایک مذہب میں پایا جاتا ہے۔ تبشیر و انذار اور دلائل اور صفات الٰہیہ کا بیان اور انسانی مرتبہ کا ذکر بھی تو وہ باتیں ہیں۔ کہ جن سے روحانیت حاصل ہوتی ہے ؎

من بخندید کشائی سے خورم خون جگر
آشنا را حال این است وائے بر بیگانۂ

سوال پنجم - قرآن کریم کی رو سے مبشرات پر ایمان لانے کی کوئی تاکید ہے۔ مگر پھر وہ جو تصدیق طلب ہوں۔

جواب - سائل نے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کو کھول کر بھی نہیں دیکھا۔ ورنہ قرآن کریم اپنے آپ کو اور جملہ انبیاء کو تبشیر و انذار کے لحاظ سے ہی پیش کرتا ہے۔ یہ تو کبھی بھی پیش نہیں کیا۔ کہ چونکہ اس کتاب میں صرف امر و نہی ہے اس کو مانو۔ دیکھو آیت وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین فمن آمن واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (سورہ انعام رکوع ۵) باقی یہ کہنا کہ ایسی بشارتوں کا ماننا جو کہ محتاج تصدیق ہوں۔ یہ تو ہر ایک منکر کہتا ہے۔ جو لوگ قرآن کریم کو نہیں مانتے۔ وہ بھی یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ محتاج تصدیق ہے۔ جو جس کو نہیں مانا کرتا۔ وہ یہی عذر کیا کرتا ہے۔ پس جو چیز محتاج تصدیق ہو اس کی تصدیق کرو۔ اور اس کے لئے دلائل صدق تلاش کرو تا تمہیں ایمان نصیب ہو۔

سوال ششم - مماثلت تامہ کے لئے خلفائے سابق کیوں نبی نہیں ہوئے۔

جواب - مدار مسئلہ مماثلت کا اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس طرح سے خلیفے بنا دیگا۔ جس طرح کہ اس سے پہلوں میں بنائے لیکن موسیٰ کا فیضان چونکہ کامل نہ تھا اس لئے وہ پہلے دن ہی اس امر کا محتاج ہوا۔ کہ اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر بھیجا جائے۔ موسیٰ کے وقت میں کئی کئی دفعہ بنی اسرائیل بگڑے۔ اس لئے متواتر

نبیوں کی ضرورت ان میں پڑتی رہی۔ لیکن فیضان محمدی چونکہ اکمل اور اتم ہے۔ اسی واسطے اگر معًا سلسلہ نبوت شروع ہو جاتا تو کہا جاتا کہ نبی کریم کا فیضان اور تعلیم و تربیت نہایت ناقص ہے۔ کہ معًا نبی کی ضرورت ہو گئی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد خلفاء ہونگے۔ اور کثرت سے ہونگے اور بنی اسرائیل کی طرح متواتر نبی نہ آئیں گے۔ صرف ایک کے متعلق فرمایا۔ جو کہ مسیح موعود ہے۔ اور وہ نبی اللہ ہوگا۔ اور اس کا نبی اللہ ہونا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے ہے۔ تا کہ آنحضرت کے فیض کا کمال ثابت کیا جاوے۔ مشابہت میں ضروری نہیں ہوتا کہ مشبہ کے تمام صفات مشبہ میں پائے جاویں۔ بلکہ وجہ تشبیہ ایک ایک وصف میں ہوتی ہے۔ جیسے بہادر کو شیر کے ساتھ تشبیہ صرف دلیری میں دیجاتی ہے۔ تو مشابہت تامہ سے یہ مراد نہیں کہ جملہ صفات بنی اسرائیل امت محمدیہ میں منتقل ہو جاویں۔ بلکہ بعض صفات بھی اگر کامل طور پر اس امت میں آجاویں۔ تو مشابہت تامہ ہے۔

سوال ہفتم۔ مسئلہ بروز و ظلیت کا قرآن کریم سے ثبوت۔

جواب جمیع العلم فی القرآن۔ تقاصر عنہ افہام الرجال بروز اور ظلیت کا ثبوت ان دو آیتوں سے مستنبط ہے (۱) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الخ سورہ فتح رکوع ۱۔ (۲) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (سورۃ انفال رکوع ۲) آیت اول کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بیشک وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں نہیں وہ بیعت کرتے مگر اللہ کی۔ اب یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر میں تو خدا نہیں۔ اور اگر بروزی اور ظلی رنگ میں بھی آپ کو خدا نہ کہا جاوے۔ تو لفظ انما جو حصر پر دلالت کرتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اور کچھ نہیں۔ مگر یہی بات ہے۔ کیونکر صادق ٹھہر سکتا ہے۔ جب تک کہ آنحضرت کو ظل اللہ اور بروز اللہ نہ مانا جاوے یہ آیت ظلیت و بروز کے اثبات میں شاہد ناطق ہے دوسری آیات کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے وہ فعل جو کہ آنحضرت سے صادر ہوا ہے۔ جس سے جماعت کفار کا منہ پھر گیا۔ اپنا فعل فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ فعل تیرا نہیں۔ بلکہ میرا ہے۔ پس اگر بروزی رنگ میں آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ نہ تھا۔ تو کیونکر اس فعل کا اثر اس درجہ تک پہنچا۔ کہ جماعت کفار جو کہ ایک جماعت عظیمہ تھی کا منہ پھیر دیا جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسئلہ بروز کے متعلق فرمایا ہے۔ اور یہ روایت صحیحین میں ہے۔ کہ جب میں اپنے بندے سے پیار کرتا ہوں۔ میں اس کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ کان زبان بنجاتا ہوں۔ اس سے صاف طور پر ظلیت اور بروز سمجھ میں آرہا ہے۔ اور اگر یہ چاہو کہ قرآن کریم میں یوں آیت نازل ہو کہ آمنوا بالبروز والظلیۃ تو ایسا قرآن کریم میں موجود نہیں۔

سوال ہشتم ہر ایک نبی مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں ہوتا۔

جواب ہر ایک سچا نبی پہلے مطیع ہوتا ہے۔ پھر مطاع بنتا ہے مطیع اور مطاع دونوں اوصاف ایک وقت میں اس پر صادق آتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے سے بالا ہستی کا مطیع نہ ہو وہ کسی کا مطیع نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مفتری اور کذاب وہ اپنے آپ کو مطاع بنانا چاہتا ہے لیکن مطیع نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسے جناب الٰہی سے پروانہ نہیں ملتا جس کا وہ مطیع ہو۔

سوال نہم۔ الیوم اکملت الخ کے بعد نبی کی کیا ضرورت اور امر نبی کی کیا ضرورت اور کیسے۔

جواب یہ آیت صاحب شریعت نبی کو بیشک روکتی ہے۔ لیکن جس رسول کا مقصد اس دین کو دیگر ادیان پر غالب کرنا ہو۔ اور جس کی غرض تکمیل اشاعت ہو ایسے رسول کو یہ آیت بلاتی ہے۔ کیونکہ اعلیٰ درجہ کی تلوار چلانے کے لئے بھی اعلیٰ سپاہی اور عمدہ بازو درکار رہیگا۔

سوال دہم۔ دی ملاہور کے مناظر اور سراج منیر میں دعوے نبوت سے انکار اور حقیقۃ الوحی اور تحفہ گولڑویہ و براہین حصہ پنجم و غلطی کا ازالہ ان میں دعویٰ کیا ہے اور یہ متضاد ہے۔

جواب حضرت مسیح موعود نے جس بات کا انکار کیا ہے۔ اس کا اقرار نہیں کیا۔ کیونکہ ازالہ غلطی کا اشتہار جس کو آپ پہلی کتب کے متضاد بتلاتے ہیں۔ اس میں تو یہ لکھا ہے کہ میں کوئی شریعت نئی لانے والا نہیں۔ اور نہ مستقل کو آنحضرت کے فیضان کے بغیر نبی ہوں۔ حضرت مسیح موعود نے تو ہمیشہ تضاد اور تناقض رفع کرنے کی کوشش کی ہے نہ کہ پیدا کرنے کی۔ والسلام

خاکسار

حافظ روشن علی

ماریشس میں تبلیغ

مولوی غلام محمد صاحب کی تبلیغ کا اثر

سلیمان احمد کے دو خط ماریشس کی [illegible]

ذیل میں ایک ماریشس کے باشندے سلیمان احمد نامی کے دو خط درج کئے جاتے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے احباب معلوم کریں گے۔ کہ مولوی غلام محمد صاحب کی تبلیغ کا کیا اثر ہے۔ اور ان کے زیر تبلیغ لوگ کس طرح حضرت احمد نبی اللہ کی صداقت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ راقم خطوط کو استقامت بخشے۔

خط سلیمان بن احمد بنام احمد ابراہیم اچھا المعروف [illegible] صاحب۔ حاتم زماں سکندر [illegible] عالیشان۔ دام اقبالہٗ۔ بعد آداب و صد تسلیم مزاج شریف [illegible] قدمبوسی آرزوئے حصول ملازمت عرض اینکہ تا دم تحریر کل حال بفضل ایزد تعالیٰ مع الخیر والعافیہ ہے رکھ شب و روز بارگاہ احدیت میں آنجناب کے حق میں صحتوری فی الدین والدنیا نیک خواہاں و جویاں ہوں آمین بیشک اللہ پاک نے وہ عنایت کی ہے۔ جو صفت من الظلمات الی النور رکھتا ہے۔ ہر کلام پر اثر و ہر حرکات قابل تسلیم ہے۔ میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ حضور کی ذات [illegible]

مولانا صاحب انٹروڈیوس کروائی۔ جس کے بیان اور صداقت میں میری زبان قاصر ہو رہی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا پایا جو خود میرے خیال سے بھی بلند تھا۔ اور بڑی خوش قسمتی تو یہ ہے کہ آپ نے جلا دیا۔ اعراض فی سبیل اللہ مجھ خاکسار کو اپنے شاگردوں میں مقبول فرمایا۔ میرے نزدیک آپ کی صداقت کا تو یہ پہلا نمونہ ہے جس کی امیدوار ہی تھی۔

سوائے پسند عام ہوسکنے بغیر چارہ نہیں۔

چہ باک ز موج بحر آں را کہ بود ز نوح کشتی بان

ایک واقعہ ایسی حرکات سے گویا میرا دل جنبش کھا رہا ہے۔ اور مجھے کچھ کہہ رہا ہے۔ جس کو کوئی میرے وقت تک انسانی مشین چلا نہیں سکتا۔ یہ بھی بے سبب نہ ہونا چاہیئے۔ جیسے دیکھا چاہیئے۔ پردہ غیب سے کیا خدا اور کریم ظاہر کرتا ہے۔ میں نہایت ممنون احسان ہوں حضور کے پند و نصیحت کا۔ سر کے ساتھ میں دل بھی جھکاتا ہوں۔ اس لئے کہ جو فرمان مولیٰ ہے۔ وہی فرمائش آپ بھی کرتے ہیں۔ اقم الصلوٰۃ کا قرآن میں ہر جگہ پکار ہے۔ پھر انکار کا کیا باعث۔ نہیں تو نہیں رہا۔ میں فوراً یہ خیال کر بیٹھا۔ مرا اب بس۔ آپ مجھ سے لٹ بحث کی خواہاں ہو چکے۔ میں لاجواب ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ وقت نہایت عنقریب ہے۔ کہ ہر کہ و مہ گلیوں سے وہ آوازیں پیدا ہونے والی ہیں۔ کہ ہر فرد کی قلعہ توڑ کر جہالت کی غار سے نکال کر سیدھے باغ روشن کے پہنچانے والی ہوگی۔ اور وہاں کی نسیم سحری سے ٹھنڈی دماغ پا کر یہی سر ہلائیں گے کہ ؎

ہے کلام خدا کلام احمد کا
بس ہر قرآں گواہ کلام احمد کا

حسب الحال میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت کیا حالت میری ہے۔ ہاتھ میں قلم تھرا رہا ہے۔ دل تلملا رہا ہے۔ کوشش تمام یہی چاہتا ہوں کہ روکوں اس لحاظ سے کہ گستاخی کا موقعہ نہ دے ڈالے۔ پھر بھی تادیب کا حکم غالب رکھ کر یہ فرمائش کر رہا ہوں۔

اے قلم سر جھکا اور تسلیم کر
ذرا حال دل اپنا ترقیم کر
ولیکن رہے با ادب پر تمیز
اے احباب میرے ہیں اپنے عزیز
سبق مجھے طرح بتا اس شان والے کا
کہ ہے وہ زباں اُس کماں ورے کا

مسیح

ہے تعریف احمد سنانے کے قابل
یہ دولت نہیں ہے چھپانے کے قابل
چلو آج محفل میں جھانکیں نبی کو
یہ محبوب ہے دل لگانے کے قابل
گھسوں سنگ مرمر سے پیشانی اپنی
یہ خط جبیں ہے مٹانے کے قابل
جو میں بہیا سنکر ذکر احمد
نہیں وہ یہاں منہ دکھانے کے قابل
سلیمان بیشک یہ ہر سو کہیگا
ہے تعریف احمد سنانے کے قابل

خواہ مخواہ میری زبان سے یہی جاری ہے۔ جو بالکل ذہن نشین نہ تھا۔ جوں جوں میں لکھتا جاتا ہوں۔ ویسا اور بھی طرح طرح کا خیالات ترقی کرتا جاتا ہے۔ امید ہے اس وحشی خیالوں میں دفتر کا دفتر لکھتا چلا جاؤنگا۔ اب عرض پرداز ہوں کہ میری اس لمبی تحریر کو نا پسند سمجھئے گا۔ اور مجھے یہ فکر پڑا کہ آپ کے قیمتی وقت کو ضائع کروں مجھے معاف فرمائیگا۔ جب سے الفاظ غلط ہونگے نظر ثانی رکھیگا۔

راقم سلیمان احمد۔ تنی کا۔ مورخہ ۱۳-۱ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء

نقل خط سلیمان احمد بنام غلام محمد مبلغ اسلام

۷۸۶

اللہ هو الرحمن الرحیم

صاحب الشیخ۔ مولانا و استاذنا و [illegible] سلمہ اللہ تعالیٰ شانہٗ۔ بعد ادائے آداب و التسلیمات طریق مسنون آیات کے واضح رہے کہ مالی شریف ہو کر دم اختتام تک بفضل لم یزل ساتھ خیر و عافیت کے ہوں۔ اور صحت و عافیت و درازی عمر و دولت آنجناب کی پروردگار عالم سے کثیر خواستگار ہوں۔ آمین یا رب العالمین

صورت حال یہ ہے کہ میں نے کئی مراتب بغور تمام حضور کی لکھی ہوئی رسالہ معروف بنام البلاغ المبین پڑھا اور خود ہی منصف بنکر اول سے آخر تک سوال و جواب کا فیصلہ کیا۔ اور جس بات کو بھی ظاہر کرنے میں آیا کہ بہمراہ چشم بوس و کنار سے کدورت کو دور کر کے سینہ پر لگا کر لیا کو مسرور کیا۔ بلا شبہ اس میں گویا دریا کو کوزہ میں بند رکھی ہے۔ آپ نے بیشک ہر کوئی ہاتھ میں دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے بس یہی کافی ہے۔ اس نسخہ کو متلاشی حق کے لئے جو بروئے انصاف اور غور سے ملاحظہ کریں امید قوی ہے۔ کہ گمراہی چھوڑ راستبازوں کے ساتھ مل جل جانے میں ہر گز کوتاہی نہ کریں گے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ بنانے کو تنکا نہیں بگاڑنے کو آندھی بن جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی کم نصیبی ہے جس کا حد و شمار نہیں۔ اللہ پاک انہیں ہدایت کرے۔ میں شیر خان۔ ریاض الدین ظہور شاہ وغیرہ کا نام دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ میں شیر خان کو لکھتا ہوں کہ طریقہ احمدیت نہ منظور کرنیکا وہ کیا دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور اگر البلاغ المبین پڑھے ہوں تو اس کی صداقت میں کیا عذر پیش ہے۔ اگر نہیں دیکھنے میں آیا ہو تو میں سے آتا ہوں مجھے اس غم سے جلدی رفع کیجئے۔ مگر اپنی روزی یا نوکری کے لحاظ سے دروغ گو بننا چاہتے ہوں۔ تو وہ کب قائل ہوتے ہیں اللہ کی ربوبیت اور اس کے قادر مطلق ہونے پر ایک دعویٰ جھوٹا ہے۔ پھر ایسے منکروں کا ٹھکانا کہاں ہے میں کفر کا فتویٰ دے نہیں سکتا۔ خود ہی دیکھ لیں۔ وہ کونسے وجہ پر برقرار ہیں۔ ریاض الدین کی ملاقات خود ذات سے کرتا ہوں۔ ان کی مدت مدید سے ہماری دوستی ہے۔ نان و نفقہ بند ہو جانا تیرا ہی ہے۔ سچ بولنے سے نہیں ہرگز نہیں۔ یہ کسیکا ذمہ نہیں۔ سوائے اُس معبود حقیقی کے ہمارے ظہور شاہ کو بھی ورغلاتا ہوں۔ کیونکہ ان کے ہاں زمانہ بعید سے آمد و رفت ہے۔ ہاں اس میں ایک شرط ہے۔ کہ میں فی الحال بالکل اپنا عقیدہ ظاہر کرنا مصلحتاً نہیں سمجھتا ہوں۔ انشاء اللہ مجھے امید ہے۔ کہ ان سے

اشتہارات

چھپ کر آگیا

قاعدہ یسّرنا القرآن جسکی نسبت حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا ہے

رہ تعلیم اک تو نے بتادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

چھپکر آگیا ہے - درخواستیں صرف مصنّف کے نام ذیل کے پتہ پر آنی چاہییں - قیمت مکمل قاعدہ ۴ر قیمت حصہ اوّل ۱ر زیادہ تعداد کے خریداروں کو قیمت میں رعایت ہوگی -

ملنے کا پتہ

پیر منظور محمد - قادیان - پنجاب

ضرورت

ہم کو علاقہ پنجاب کے مشہور و معروف مقاموں پر اپنی تجارت موجودہ کی ایک ایک دکان قائم کرنا ہے - جس کے لئے ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو معمولی اردو اور حساب و کتاب میں مہارت رکھنے کے علاوہ محنتی و جفاکش ہوں - تنخواہ ۲۰ سے ۵۰ دی جاوے گی - اور اپنی معتبری کی تصدیق کسی معزز احمدی یا مقامی انجمن کے سکریٹری سے کرا سکتے ہیں -

ہم کو مقام یادگیر ریاست نظام میں - ایک جدید کارخانہ چرمی قائم کرنا ہے جس کے لئے زین ساز - بوٹ - شوز - ونیز چمڑا رنگنے والے کاریگروں کی ضرورت ہے - تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے ہمراہ درخواست سارٹیفکیٹ آنا چاہیئے - احمدیوں کو ترجیح دی جائیگی -

المشتہر - مینجر کارخانجات سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی مقام یادگیر جی آئی پی - نیو ضلع گلبرگہ شریف

اعلان

محکمہ تعلیم و تربیت قادیان کے لئے حسب ذیل تربیت کے احباب کی ضرورت ہے تنخواہ کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا
۱- تین جے - اے - وی - یا تجربہ کار انٹرنس پاس ۲ - گیارہ انٹرنس پاس ۳ - ایف - اے پاس یا بی - اے فیل ۴ - مڈل پاس - تمام درخواستیں ناظر تعلیم و تربیت کے دفتر میں بہت جلد آنی چاہئیں - ۲۵ مئی ۱۹۱۹ء - محمد سرور شاہ قادیان

خضاب شاہجہانی

ہمارا خضاب شاہجہانی عرصہ دراز سے مشہور و مقبول ہے اسکی وجہ یہ نہیں کہ ہم نے اس کی شہرت کے واسطے کوئی خاص کوشش کی ہو بلکہ خضاب شاہجہانی کی مقبولیت کا اصل راز یہ ہے کہ اپنی بےنظیر خوبیوں کے سبب جہاں گیا پسند آیا جس نے ایکبار لگایا پھر بھی بار بار منگایا یہی نہیں بلکہ دوسروں کو اس کا خریدار بنایا اطباء اور ڈاکٹروں کا بالاتفاق خیال ہے کہ اصل خضاب وہ ہے جو جلد پر داغ دھبہ نہ دے یہ وصف خضاب شاہجہانی میں خدا کے فضل سے موجود ہے اس میں کاسٹک یا مرکری وغیرہ کوئی اجزا شامل نہیں جو کسی طرح بھی مضرت رساں ہو ایک دفعہ لگانے سے ہفتوں اس کا اثر رہتا ہے بالوں میں ایسی گہری پائدار اور چمکیلی سیاہی آجاتی ہے جیسے جوانی میں ان پر قدرتی سیاہی اور آبداری ہوتی ہے - اگر ہمارے اس بیان میں خلاف یا مبالغہ ثابت ہو تو ہم قیمت معہ ہرجانہ دینے کو تیار ہیں - ہم کوئی اشتہاری دوا فروش نہیں کاروباری لوگ ہیں فضول لفاظی میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے - تجربہ سب سے بڑھ کسوٹی ہے - بطور آزمائش ایک ہی شیشی طلب فرما کر جھوٹ اور سچ کو پرکھ لیں - اس سے بڑھ کر اطمینان کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے -

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے - جن میں مناسب شرائط پر خضاب شاہجہانی کی ایجنسی دی جاتی ہے - اور معقول کمیشن -

قیمت فی بکس - ۱۲ر (بارہ آنہ) محصولڈاک ایک سے ہشت شیشی تک ۵ر

ایم - فیروز الدین اینڈ براد رس - قادیان ضلع گورداسپور

پوری تقریر کر سکونگا - اور اگر میں انہیں فی الحال اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہوں - تو وہ فوراً ہمارے دشمن بن جاتے ہیں - نزدیک آنے تک روادار نہ رہینگے - کیونکہ میں مناسب یہی سمجھتا ہوں - دشمنوں سے داد لینے کا عمدہ طریقہ یہ ہے - کہ ان کے حق میں بھلائی کی جاوے - تم بے شک وہ زمانہ سلامتی کا ہے - اور اس آیت کو تسلیم کئے بغیر چھٹکارہ نہیں - کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز ٭ میں اس کے ثبوت کو انشاء اللہ انجام تک پہنچا کر پھر اس آیت کو غالب رکھ چھوڑتا ہوں - و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظلمون ٭ بس اب یہی میرا پروگرام ہو رہا ہے - صحیح و غلط پر خیال فرمایا جاوے گا - فقط آداب عرض

راقم شیخ سلیمان - بی کاب - ۲۰ اپریل ۱۹۱۹ء

کسی گل کی شاید مہک پاگئی ہے
جو بادِ صبا آج عطر آگئی ہے
گھٹا ہوگئی شرک و بدعت کی عنقا
ہوا نورِ اسلام کی آگئی ہے
یہ کہہ دو مریضانِ خبث و جہل سے
نہ گھبرائیے اب دوا آگئی ہے
عرب سے عجم تک احمدیت کا ہے چرچا
بہت دشمنِ دین شرما گئی ہے
کہاں تاب و طاقت کہ انساں مٹادے
نشاں بے نشاں کی پتہ پاگئی ہے
سلیماں اگر تھا مخالف میں یکتا
خدا کے فضل سے ہدایت پاگئی ہے

سانحہ جانگداز برادر امانت خان ساکن اللہ آباد حال مقیم بھیرہ کی دختر صدیقہ خاتون اور برادر قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل منشی فاضل کی والدہ صاحبہ اور برادرم محمد یٰسین صاحب کی اہلیہ سہارنپور میں ۳ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر فوت ہوگئی ہیں - انا للہ و انا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں -

سرحدی شورش

افغان ایلچیوں کی آمد اور واپسی

۱۷ مئی کو سردار عبد الرحمن افغان سفیر جو گزشتہ دنوں ہندوستان میں تھا - ڈکہ میں پہنچا - اس نے اس سے پہلے ایک چٹھی جنرل آفیسر کمانڈنگ برٹش افواج کے نام ارسال کی تھی جس میں اس نے بیان کیا تھا - کہ امیر نے اسے صلح کے متعلق گفتگو شروع کرنے کے لئے مقرر کیا ہے - اور اس نے التجا کی کہ اسے ملاقات کی اجازت دی جائے اور لڑائی بند کی جائے - چونکہ سردار کے پاس کوئی تصدیق وغیرہ موجود نہ تھی - اس لئے کوئی ایسی بات نہ تھی - جس سے ظاہر ہو کہ صلح کے متعلق یہ درخواست بھی محض وقت حاصل کرنے کی ایک چال نہ تھی - اور سردار کو سرحد کے پار پہنچا دیا گیا ہے - اور اسے اس مطلب کا ایک تحریری پیغام دیا گیا ہے - کہ پہلے امیر کو عملی طور پر اپنی نیک نیتی ثابت کرنی چاہیئے - اس اثنا میں ہمارا فوجی تیاریوں کو کم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے -

جلال آباد لوٹ لیا گیا

آفریدیوں اور دیگر اہل قبائل کی یارشیاں

بجائے بساول کے ڈکہ میں ۸ مئی کو استحکامات اور بارکوں پر بھاری گولہ باری کرنے کے عین بعد ہیں اور بڑی آزادی سے اس شہر کو جو بالکل خالی ہو رہا تھا - لوٹا - فوجی سپاہی خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے تھے - اور لوٹنے والوں نے دل کھولکر فوجی ذخائر کو جو وہاں غیر محفوظ چھوڑ دئے گئے تھے - لوٹا -

کابل پر بم

محاذ ڈکہ پر سے کسی مزید لڑائی کی خبر موصول نہیں ہوئی - ہمارے ہوائی جہازوں نے کابل میں سامانِ بارود سازی کے کارخانوں پر بڑی کامیابی سے بم گرائے - جن پر سات نشانے لگائے گئے - جس کے بعد ایک بھاری دھماکا ہوا -

جلال آباد پر دوسرا ہوائی حملہ

جلال آباد پر ایک دوسرا ہوائی حملہ کیا گیا - جو نہایت مؤثر ثابت ہوا - کئی فوجی عمارات کو نقصان پہنچایا اور ان کو آگ لگی ہوئی دیکھی گئی - وادی گنداؤ میں اہل قبائل کے ایک لشکر پر ہمارے ہوائی جہازوں نے حملہ کیا - اور خبر ملی ہے کہ یہ لشکر شمال کی طرف منتشر ہو گیا -

افغان ایلچیوں کا عجیب رویہ

سردار عبد الرحمن سابق افغان سفیر کے سرحد کے پار پہنچائے جانے کے بعد اس کے دو ساتھیوں یعنے سردار حبیب اللہ خان اور کرنیل احمد علی خان نے جنہیں برطانوی ایجنٹ مقیم کابل کے صحیح و سلامت پہنچ جانے تک پشاور میں روک رکھا گیا تھا - ایک فرمان پیش کیا جس میں امیر امان اللہ کے دستخط ثبت تھے - اس پر تاریخ ۲۰ مئی درج تھی - اور مضمون حسب ذیل تھا -

امیر امان اللہ کا فرمان بنام حبیب اللہ خان سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات اور کرنیل احمد علی خان - چونکہ عبد الرحمن خان سابق افغان سفیر گورنمنٹ ہند نے مطلع کیا ہے کہ فارن سیکرٹری نے اس کی روانگی سے پہلے اس کے ساتھ جنگ کے بند کئے جانے اور صلح کا دروازہ کھلے جانے کے سوال پر بحث کی تھی - اس لئے میں تمہیں اس کام کے لئے مقرر کرتا ہوں اور اختیار دیتا ہوں - کہ تم میدان جنگ کو جاؤ - اور وہاں سے برٹش کیمپ میں جاؤ - اور شرائط صلح کے متعلق بحث کرو اگر تم صلح کے لئے زمین موافق پاؤ تو مجھے مطلع کرو - بہر حال یہ ضروری ہے اور میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ تم یہ کارروائی کرو -

فرمان کو روکے رکھنے کی وجہ امیر امان اللہ خان کے متعلق کہ ان دونوں ڈپٹیوں نے عبد الرحمن کی روانگی کے بعد تک فرمان کو کیوں روکے رکھا اور پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہیں بتلا سکتے یا بتلانا نہیں چاہتے لیکن اغلباً اس کی وجہ جو ہم سے معلوم ہو سکتی ہے کہ یہ فرمان محض ان کا خفیہ دستاویز ہے جو اس وقت پیش کیا جائے گا کہ یہ خیال کہ بہر حال یہ ضروری ہے کہ شرائط صلح پر بحث کی جاوے اور عین صلح